فاتح قسطنطنیہ

محمد شفیق ربانی توحید آبادی
متعلم جامعہ سلفیہ

ہم خشکی کے راستے اپنے بحری جہاز سمندر میں پہنچائیں گے اور بندر گاہ پر حملہ کریں گے۔ یہ ناممکن ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ تو ممکن ہی نہیں بادشاہ کی بات سن کر تمام درباریوں کے منہ سے بے ساختہ یہ جملے نکلنے لگے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بندرگاہ اور انکے درمیان دس میل خشکی کا خطہ ہے اور اسے بحری جہازوں کے ذریعے طے کرنا ممکنات میں نظر نہیں آتا۔

لیکن بادشاہ کا حکم تھا اور اس سے انحراف کرنا بھی ممکن نہیں تھا۔ لہذا تدبیریں سوچی جانے لگیں اور پھر بادشاہ کی تجویز پر ہی اس منصوبے پر کام شروع کردیا گیا۔ اس منصوبے کی تکمیل نے دنیا کو حیران کردیا تھا اسی وجہ سے بادشاہ کا نام تاریخ اسلامی میں امر ہوگیا اور کیوں نہ ہوتا؟ یہ منصوبہ قسطنطنیہ کی فتح کا منصوبہ تھا جس کے فاتحین کو اللہ کے آخری رسول ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔ اس سعادت کو حاصل کرنے والے یہ بادشاہ سلطان محمد فاتح تھے جن کے مبارک ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوکر اسلامی ریاست میں داخل ہوا۔ اس کا موجودہ نام استنبول ہے اور یہ ترکی کا مشہور شہر ہے۔

سلطان محمد فاتح 20 اپریل 1429ء کو پیدا ہوئے۔ سلطان مراد ثانی نے اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت کا معقول انتظام کیا اور مروجہ علم وفنون کی تدریس کیلئے چوٹی کے علماء وفضلاء مقرر کیے۔ سلطان محمد فاتح خداداد ذہانت کا حامل تھا لہذا اس نے شروع ہی سے تمام علوم وفنون کے حصول میں بڑے شوق سے حصہ لیا اور اپنی ذہانت اور اعلیٰ صلاحیتوں سے اساتذہ کو حیرت میں ڈال دیا۔

اپنی مادری زبان ترکی کے علاوہ جلد ہی اس نے فارسی، عربی اور یونانی زبانیں بھی سیکھ لیں اور لاطینی زبان سے بھی اچھی خاصی واقفیت حاصل کرلی اور مذہب کے ساتھ ساتھ یونانی فلسفے، مشرقی تہذیب وثقافت اور تاریخ کے موضوعات پر بھی اپنا مطالعہ جاری رکھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جنگی علوم وفنون سے تو اسے خاص دلچسپی تھی۔ زمانہ طالب علمی میں جنگی ایجادات اور فوجی اصول وقواعد سمجھنے اور سیکھنے میں وہ بڑے ذوق وشوق کا مظاہرہ کیا کرتا تھا۔ سلطان محمد فاتح کو 24 برس کی عمر میں ہی اپنے عظیم باپ سلطان مراد ثانی کی وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ باپ کی وفات کے بعد جب وہ تخت شاہی پر بیٹھا تو اسکی عمر تو چھوٹی تھی۔ مگر اسکے ارادے بہت بلند تھے۔

پڑوسی ملک کا طاقت ور بادشاہ قسطنطین اس غلط فہمی میں مبتلا ہوگیا تھا کہ سلطان ناتجربہ کار اور نوعمر ہے لہذا اس نے اسکی فوجوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی۔ سلطان کا ایک رشتہ دار......خان پڑوسی ملک میں پناہ حاصل کرچکا تھا اور ایک عرصے سے قسطنطین اس کا وظیفہ وصول کیا کرتا تھا۔

لالچی بادشاہ نے اچانک مطالبہ کیا کہ وظیفہ دگنا کردیا جائے۔ سلطان محمد فاتح کو یہ بات بہت ناگوار گذری اس نے گرج کر کہا۔ اس احمق بادشاہ کو وظیفے کی بجائے میں ایسا سبق سکھاؤں گا کہ ساری دنیا حیران رہ جائے گی۔ قسطنطنیہ اس زمانے میں دنیا کا بہت بڑا تجارتی مرکز تھا۔ شاہ قسطنطین کے پاس فوج اور دولت کی کثرت تھی لہذا وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔

سلطان محمد فاتح تو پہلے ہی اس شہر کو فتح کرنے کے لئے بے چین تھا۔ لالچی بادشاہ نے وظیفے کا ذکر چھیڑ کر گویا اپنی موت کو دعوت دی تھی۔ شاید اسے یہ غلط فہمی تھی کہ بار بار کوشش کے باوجود مسلمان اس شہر کو فتح کرنے میں ناکام رہے تھے لہذا یہ نوعمر سلطان کیا کرے گا؟ سلطان نے زور وشور سے جنگی تیاریاں شروع کردیں۔ قسطنطنیہ سے پانچ میل کے فاصلے پر اس نے ایک زبردست قلعہ تعمیر کروایا اور اس میں جنگی سازوسامان جمع کرنا شروع کردیا۔

پھر سلطان نے ہمسایہ ملکوں سے دوستانہ معاہدے کیے۔ ہنگری کے ایک انجینئیر نے اس زمانے کی سب سے بڑی توپ بنا کر سلطان کو دی۔ ترکی کے اپنے کاریگروں نے ایک بہت بڑا لکڑی کا قلعہ بنایا جسے ہر جگہ لے جایا جاسکتا تھا نیز تین سو جنگی بحری جہازوں کا بیڑا تیار کیا گیا۔

ادھر شاہ قسطنطین بھی بے خبر نہیں تھا۔ اس نے یہ چال چلی کہ شہر کی بندرگاہ کو جو راستہ جاتا تھا اس میں لوہے

کی مضبوط موٹی زنجیریں ڈلوا کر بحری جہازوں کا راستہ ہی بند کر دیا۔ دوسری طرف قسطنطین کے بڑے بڑے جنگی جہاز کھڑے ہوگئے۔ تا کہ اگر کوئی ان زنجیروں کو کاٹنے کی کوشش کرے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ گویا پہلے اگر قسطنطنیہ کی فتح مشکل تھی تو اب ناممکن ہوگئی۔

اڑھائی لاکھ فوج اور تین سو بحری جہاز لے کر سلطان نے قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا۔ شہر کے لوگ اتنی بڑی تعداد میں فوج دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگے مگر ان کا بادشاہ بے فکر تھا۔ اسے یقین تھا کہ کوئی جنگی جہاز شہر کی فصیل تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ سلطان محمد فاتح پورا ڈیڑھ مہینہ دن رات شہر تک پہنچنے کی تدبیریں سوچتا رہا۔ آخر کار اسکے ذہن میں ایک ایسی ترکیب آئی جسے سن کر سارے فوجی حیران رہ گئے۔ سب نے یہی کہا کہ یہ ناممکن ہے مگر سلطان نے حکم دیا۔ میں کچھ نہیں جانتا میرے اس حکم کی بہر حال تعمیل ہونی چاہیے۔

شہر سے بندرگاہ تک دس میل لمبا خشکی کا ایک راستہ جاتا تھا۔ سلطان کی یہ ترکیب تھی کہ کسی طرح بحری جہازوں کو گھسیٹ کر بندرگاہ میں اتار دیا جائے۔ اس طرح دشمن کی ساری حفاظتی تدابیر دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ ساری فوج ناممکن کو ممکن بنانے میں جٹ گئی۔ باسفورس کے کنارے سے لے کر شاخ زریں کے ساحل تک زمین پر لکڑی کے بڑے بڑے تختے بچھائے گئے۔ پھر ہزاروں جانور ذبح کر کے انکی چربی سے تختوں پر پھسلن پیدا کی گئی۔ اسکے علاوہ تیل، روغن اور ہر طرح کی چکناہٹ استعمال کی گئی۔ راستے میں کئی جگہوں پر اونچے نیچے ٹیلے بھی حائل تھے۔ مگر سلطان محمد فاتح کی فوج نے ٹیلوں کو ہموار کر کے ان پر تختے بچھا دیئے۔ جب یہ کام مکمل ہوگیا تو رات کے اندھیرے میں جہاز اور کشتیاں جو وزن اور حجم میں زیادہ اور بڑی نہیں تھیں چربی لگے تختوں پر پھسلا پھسلا کر شاخ زریں کی طرف دھکیلی جانے لگیں۔ اس مشکل کام میں سینکڑوں سپاہی زخمی ہوئے۔ سلطان بذات خود ساری کاروائی کی نگرانی کرتا رہا۔ صبح کی روشنی پھیلتے پھیلتے فوج کے ستر جہاز اور کشتیاں شاخ زریں میں اتر چکی تھیں۔ اسی طرح بندرگاہ سلطان محمد فاتح کے بحری بیڑے کی براہ راست زد میں آگئی۔

جب لوگوں نے قسطنطنیہ کی فصیل سے سلطان کے بہت سے جہازوں کو عین بندرگاہ میں جہازوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو ششدر رہ گئے۔ قسطنطین کے جہازوں سے غلطی یہ ہوئی کہ وہ بغیر کسی ترکیب واصول کے بڑھتے چلے آئے۔ سلطان محمد فاتح کے بحری بیڑے نے اس غلطی سے پورا فائدہ اٹھایا۔ قسطنطین کو جب یہ اطلاع ملی کہ سلطان کے جہاز بندرگاہ میں داخل ہو چکے ہیں تو وہ صدمے سے نڈھال ہوگیا تاہم خود کو سنبھالتے ہوئے اس نے اپنی فوج کے کمانڈر کو حکم دیا کہ شاخ زریں میں داخل ہونے والے جہازوں کو فوراً تباہ کر دیا جائے۔ دیکھتے ہی دیکھتے چار بڑے جہاز اور کئی کشتیاں سلطانی گولہ باری کی زد میں آکر سمندر میں غرق ہوگئیں۔

سلطان محمد فاتح نے دشمن بادشاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ ہتھیار ڈال کر خلق خدا کو ہلاکت سے بچالے تو اسے امان دی جائے گی۔ شہر کے معزز لوگوں نے بھی قسطنطین کو یہی مشورہ دیا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ بالآخر سلطان نے قسطنطنیہ پر فیصلہ کن حملے کا حکم دے دیا۔ اس روز سلطان کے لشکر میں بڑی چہل پہل تھی۔ لشکر کے بیشتر افراد روزے سے تھے۔ فجر کی نماز میں فوج کیلئے دعا مانگی گئی۔ پھر حکم ملتے ہی فوج کا ہر جوان شیر کی طرح دشمن پر جھپٹ پڑا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ قسطنطین میدانِ جنگ میں مارا گیا۔ اور یوں اس کے آباؤ اجداد کی ایک ہزار سالہ حکومت کا خاتمہ ہوا۔

سلطان محمد فاتح کی فوج شادیانے بجاتی ہوئی شہر میں داخل ہوگئی سلطان محمد فاتح نے ثابت کر دیا کہ پختہ ارادے اور مسلسل کوشش سے ناممکن کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

قسطنطنیہ کے فتح ہو جانے کے بعد سلطان محمد فاتح کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس شہر کا نظم ونسق درست کر کے اور قدرے دم لینے کے بعد سلطان ایک بہت بڑا لشکر لے کر بلغراد کی طرف روانہ ہوا۔ بلغراد سرویا کی شمالی سرحد پر واقع تھا اور ہنگری کے قبضے میں تھا۔ اس جنگ میں سلطان محمد فاتح کو پوری کامیابی حاصل نہ ہوسکی لیکن ایک بڑا فائدہ یہ ضرور ہوگیا کہ عثمانیوں کا سب سے بڑا دشمن ہونیاڈے مارا گیا۔ سرویا کا حکمران جاج برونیکووچ قید کر لیا گیا۔ اور حکومت کا انتظام اسکی بیوی ایرین اور اس کے بیٹے کے ہاتھ آگیا۔ ان دونوں کے تعلقات سلطان سے بہتر نہ رہ سکے کچھ دنوں کے بعد ایرین کا انتقال ہوگیا تو سرویا کی حکومت برنیکووچ کے ہاتھ میں آگئی جس نے سلطان کو سالانہ خراج ادا کرنا شروع کر دیا لیکن دوسرے ہی سال وہ بھی چل بسا اور اسکے جانشینوں میں تخت کیلئے رسہ کشی شروع ہوگئی۔

سلطان نے اس بدنظمی کا خاتمہ کرنے کیلئے **1459**ء میں سرویا کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اس اثناء میں سلطان محمد فاتح یونان کے حالات کا بھی بغور مطالعہ کرتا

رہا تھا۔ بلقان اور یونان میں شدید بدنظمی کا دور دورہ تھا۔ بعض یونانی مقبوضات کیلئے فرانس، ہسپانیہ اور اٹلی آپس میں ایک دوسرے سے الجھتے رہتے تھے۔ سلطان محمد فاتح نے اس صورتحال کا خاتمہ کرنے کیلئے پہلے بلادِ موریا پر قبضہ کیا اس کے کچھ عرصہ کے بعد یونان کے دارالسلطنت ایتھنز پر قبضہ کیا اور یونان بھی سلطنت عثمانیہ کا ایک حصہ بن گیا۔

سرویا کی فتح کے چار سال بعد بونیا کی فتح عمل میں آئی۔ یہاں بھی امراء دیگر ریاستوں کی طرح اقتدار کی جنگ میں مبتلا تھے۔ فتح سے دوسال قبل یعنی 1461ء میں بوسنیا کے بادشاہ نے ترکوں کے خلاف پوپ سے مدد مانگی تھی۔ سلطان کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے شاہ بوسنیا سے خراج کا مطالبہ کیا۔ شاہ بوسنیا پوپ سے مدد ملنے کی امید پر پھولا ہوا تھا اس نے سلطان محمد فاتح کے ایلچیوں سے نہایت حقارت آمیز سلوک کیا۔

اس کی اس حرکت پر سلطان کو بہت طیش آیا اور اس نے بوسنیا پر حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ شاہ بوسنیا نے گھبرا کر مصالحت کرنا چاہی مگر سلطان اب بوسنیا سے سفر کرتا ہوا دارالحکومت کی فصیل کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ حملہ اتنا اچانک ہوا تھا کہ بوسنیا کی فوج کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا بوسنیا کا بادشاہ قید کرلیا گیا۔ اور کچھ عرصے بعد سلطان کے حکم سے اسکی گردن اڑا دی گئی۔ بوسنیا کے بعد سلطان البانیہ کی طرف متوجہ ہوا جو سکندر ابک کے قبضے میں تھا۔

سکندر ابک لڑکپن میں مسلمان ہو کر عثمانی سلطنت میں ایک صوبے کا حاکم بھی رہ چکا تھا۔ مگر بعد میں اسلام سے منحرف ہو کر البانیہ آ گیا تھا۔ وہ ترکوں کا بہت بڑا دشمن تھا۔ سلطان اور سکندر ابک کے درمیان 25 سال تک جنگ ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ سکندر ابک کا انتقال ہو گیا اور سلطان نے مکمل طور پر البانیہ پر قبضہ کرلیا اس کے علاوہ سلطان نے ایشیائے کوچک میں سینوپ اور طربزون کے علاقے بھی فتح کئے۔ کریمیا اور کرمانیہ کو اپنی سلطنت میں شامل کیا۔ ساتھ ہی اس نے جزیرہ رہوڈس پر بھی ایک زبردست حملہ کیا جو ناکام رہا۔ تاہم اس نے ایک دوسری مہم میں اٹلی کے مشہور شہر اٹرانٹو کو فتح کرلیا۔ وہ ابھی اٹلی کو مکمل طور پر فتح کرنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اچانک 3 مئی 1481 کو اکیاون برس کی عمر میں لکبوزہ کے مقام پر اس کا انتقال ہوگیا۔

سلطان محمد فاتح اسلام کا سچا شیدائی اور سپاہی تھا اسکی زندگی نہایت سادہ تھی وہ اپنا زیادہ تر وقت علمی وادبی کتابیں پڑھنے میں اور فنونِ حرب کے متعلق جاننے میں صرف کرتا تھا۔ عیش و آرام کی زندگی اسے پسند نہ تھی۔ علمی و ادبی محافل اور میدانِ جہاد کی زندگی کو وہ بہت پسند کرتا تھا۔ جہاں وہ ایک عظیم فاتح تھا وہاں اس میں تنظیمی صلاحتیں بھی اعلیٰ درجے کی پائی جاتی تھیں۔ اس کے دور حکومت میں قسطنطنیہ بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کا مرکز بن گیا تھا۔ اس نے اپنی مملکت کے طول وعرض میں ہزاروں مدرسے قائم کئے۔ یہ مدارس مساجد سے ملحق ہوتے تھے۔ جہاں لاکھوں بچے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

مختصراً یہ کہ سلطان محمد فاتح کا عہد ہر اعتبار سے ایک مثالی عہد حکومت تھا۔ یہ عہد ایک طرف فتوحات کے لئے مشہور ہے تو دوسری طرف علم و ادب اور تہذیب و ثقافت کے عروج میں بھی ممتاز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان سلطان محمد فاتح کا نام بڑے ادب واحترام سے لیتے ہیں اور اسے ملت اسلامیہ کا ایک عظیم فرزند قرار دیتے ہیں۔

قارئین توجہ فرمائیں

جن احباب کا سالانہ زرتعاون ختم ہو چکا ہے ان کے مجلّہ میں مخصوص دائرے میں سرخ نشان سے نشاندہی کی جارہی ہے کہ وہ احباب اولین فرصت میں سالانہ زرتعاون مبلغ 150 روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ بصورت دیگر آئندہ ماہ سے ان کے نام مجلّہ بند کرپر ادارہ مجبور ہوگا۔ (ادارہ)

اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے

مجلہ ترجمان الحدیث

میں اشتہار دیں

انتہائی معقول ریٹ۔۔۔۔۔۔بہترین سرکولیشن

بیک ٹائٹل	5000 روپے
بیک ٹائٹل اندرون	4000 روپے
فل صفحہ اندرون	3000 روپے
نصف صفحہ اندرون	1500 روپے
چوتھائی صفحہ اندرون	800 روپے
عام چھوٹے اشتہارات	500 روپے

رابطہ کیلئے منیجر مجلّہ ترجمان الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد

فون 041-8780274 / 374

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں چند گزارشات

۱۔ مضمون فل اسکیپ صفحہ کی ایک جانب تحریر فرمائیں۔
۲۔ فوٹو کاپی کی بجائے اصل تحریر ارسال فرمائیں۔
۳۔ مضمون بھیجنے کے بعد باری کا انتظار فرمائیں۔
۴۔ مضمون لکھتے وقت مکمل حوالہ درج کریں، مثلاً صفحہ نمبر، جلد نمبر باب وغیرہ (ادارہ)